سوال

(03) "لا اکراہ فی الدین" کا مفہوم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

''لا اکراہ فی ادین'' کے متعلق بحث کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اسلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ وحکمت اور موعظ حسنۃ کے ساتھ پھیلا تھا، کسی نے بھی زبردستی نہیں کی تھی قرآن کریم نے جن بھی انبیاء کرام کے احوال بیان کئے ہیں ان میں غور کرنے کے بعد یہ حقیقت روشن ہوجاتی ہے کہ ان بزرگ ہستیوں نے تو خود دین کی تبلیغ کی خاطر دشمنوں کی تکالیف برداشت کیں مگر ان پر زبردستی نہیں کی اور پوری کوشش کے باوجود جب وہ کفر پر ڈٹے رہے تو یہ بزرگ ہستیاں صرف یہ کہہ کر ان سے الگ ہوگئیں کہ :

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ

اس طرح قرآن کریم میں اصولی طور پر فرمایا گیا ہے کہ :

لَآ إِكْرَاهَ فِى ٱلدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَىِّ فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَا ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة:٢٥٦)

''دین میں زبردستی نہیں ہے ہدایت گمراہی سے الگ کی گئی ہے، پھر جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

بہر حال اصل دین اسلام میں نہ زبرستی جائز ہے اور نہ ہی کرنی چاہئے۔
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر64

محدث فتویٰ